محمد میاں صدیقی

''ہجرت''......اسلامی سن کی بنیاد کیوں؟

ظہور اسلام سے پہلے دنیا کی مختلف متمدن قوموں میں مختلف سن رائج تھے۔ زیادہ مقبول رومی، یہودی اور ایرانی سن تھے۔ عرب کی اندرونی زندگی، تہذیب وتمدن سے نا آشنا تھی۔ وہ صرف مہینوں کا حساب رکھتے، کسی ایک سن کو انھوں نے اپنانے کی ضرورت محسوس نہیں کی۔

ظہور اسلام کے بعد، وعہدِ اسلام کے بعض اہم واقعات نے یہ اہمیت اختیار کر لی کہ سن کا حساب ان سے جوڑ لیا جائے۔ ایک عرصے تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے سن کا حساب لگایا جاتا رہا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت عطا ہوئی تو مسلمان سن نبوی لکھنے لگے۔ ہجرت کے بعد جہاد کی اجازت ہوئی تو ایک عرصے تک وہی سن کی بنیاد رہا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حجۃ الوداع کے بعد بول چال میں سنۃ الوداع بھی رائج رہا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے ایک عرصے بعد تک یہی صورت حال رہی۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے ستائیس مہینے بعد جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت شروع ہوا تو مفتوحہ علاقوں کی وسعت اور بہت سے حکومتی محکموں کے قیام کے باعث اس بات کی ضرورت پیش آئی کہ اسلامی حکومت اور مسلمانوں کی کوئی مخصوص اور معین سنہ ہو، جو دفتری کاغذات، عدالتی فیصلوں اور اہم دستاویزات پر لکھا جا سکے۔

بعض صوبائی گورنروں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو توجہ دلائی کہ آپ کے پاس سے بہت سے احکام اور خطوط آتے ہیں، ان پر مہینہ تو لکھا ہوا ہوتا ہے مگر سن درج نہیں ہوتا۔ عدالتی فیصلوں پر سن کا اندراج ضروری ہے۔ صوبائی حکام، لوگوں کو جو وظائف دیتے ہیں، غنیمت اور زکوٰۃ وصدقات کے اموال تقسیم کرتے ہیں، ان پر بھی سن کا لکھا جانا ضروری ہے۔

اس تحریک اور تجویز پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا کہ ہم کس واقعہ کو اپنے سن کی بنیاد بنائیں۔ مختلف آراء سامنے آئیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت، نبوت اور رسالت، فتح مکہ حجۃ الوداع، جو اسلام کی ظاہری اور معنوی تکمیل کا اعلان تھا۔ لیکن ان واقعات میں سے کسی پر بھی اکابر صحابہ کی نظر نہیں ٹکی۔ نظر گئی تو ہجرت مدینہ کی طرف، جو نہ کسی کی پیدائش کا جشن ہے نہ کسی شوکت وعظمت کی علامت، نہ کسی غلبے اور فتح ونصرت کا شادیانہ۔ بلکہ اس دور کی یادگار ہے جب مسلمانوں کی بے سروسامانی اور مغلوبیت اس حد تک پہنچ گئی تھی کہ داعی اسلام اور ان کے ساتھیوں کو اپنے وطن میں زندگی بسر کرنا ممکن نہ رہا تھا۔ اور وہ اپنا شہر، گھر بار، عزیز واقارب اور کاروبار سب کچھ چھوڑ کر نکل کھڑے ہوئے تھے۔

بات یہ ہے کہ ظہورِ اسلام کی تاریخ دو بڑے عہدوں میں تقسیم ہے، ایک عہد، مکی زندگی اور وہاں کے عمل کا ہے۔ دوسرا عہد مدینہ کے قیام اور عمل کا۔

لوگوں کی نظروں میں اسلام کی اشاعت واقبال کا اصل دور، دوسرا دور ہے۔ کیوں کہ اسی میں اسلام کی پہلی غربت وبے چارگی ختم ہوئی، ظاہری قوت وحشمت کا سامان فراہم ہوا۔ بدر کی جنگی فتح، ہتھیاروں کی پہلی فتح تھی، مکہ کی فتح، عرب کی فتحِ عام کا اعلان تھا۔ لیکن صحابہ کی نظریں دیکھ رہی تھیں کہ اسلام اور مسلمانوں کی اس فتح اور قوت وشوکت کا حقیقی دور، دوسرا نہیں، پہلا دور تھا۔ ساری قوتوں کی بنیادیں دوسرے دور میں نہیں، پہلے دور میں استوار ہوئیں۔ بلاشبہ بدر کے میدان میں لوگوں نے مسلمانوں کی ناقابلِ تسخیر مادی قوت ملاحظہ کی لیکن یہ بات ان کی نظروں سے اوجھل رہی کہ جن ہاتھوں نے یہ ہتھیار اٹھائے، ان کی قوت کس میدان اور کس دور میں تیار ہوئی تھی۔ بظاہر نظر لوگوں کا یہ سمجھنا بجا اور درست کہ مکہ فتح، عرب کی فیصلہ کن فتح تھی۔ لیکن عمر، عثمان وعلی رضی اللہ عنہم اور ان کے ساتھیوں کی نظریں اس حقیقت پر تھیں کہ اگر مدینہ ہتھیاروں سے نہیں۔ بلکہ اس دور کے اعمال سے فتح ہوا، جو افضل الرسل اور خاتم الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم وتربیت اور فیضانِ صحبت سے ابوبکر رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ وعلی رضی اللہ عنہ اور بلال رضی اللہ عنہ وسلمان رضی اللہ عنہ کی صورت میں ظاہر ہوئے۔

دوسرے دور میں جسم خواہ کتنا ہی قوی اور مضبوط ہوا۔ لیکن اس کی روح، اس کا مادہ، اور اس کا قوام، پہلے ہی دور میں تیار ہوا۔

صحابہ کی نظروں نے جو کچھ دیکھا، واقعہ کی روح کو پہچانا اور سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کی تجویز پر ''ہجرت'' کو اسلامی سن کی بنیاد بنایا۔

بنیادی طور پر ہجرت کے آثار ونتائج

ہجرت کے آثار ونتائج:

ہجرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے مسلم معاشرے کی جو کایا پلٹ ہوئی، میں نے اس کی دو ایک مثالیں پیش کیں، اس کے علاوہ اس کے اجتماعی اور دوررس آثار ونتائج کا ان صورتوں میں ظہور ہوا۔

۱۔ مسلمان، ایک جگہ جمع ہوگئے۔ ان کی ساری قوتیں اور صلاحیتیں اکٹھی ہوگئیں، اظہارِ فکر اور عمل کی مکمل آزادی مل گئی۔

۲۔ اغیار کی بالادستی سے آزاد ہوگئے، جس عقیدے اور نظریے پر ایمان لائے تھے، اس پر عمل کی راہ میں حائل تمام رکاوٹیں دور ہوگئیں۔

۳۔ جس دین کو قبول کیا تھا، اسے دوسروں تک پہنچانے کے راستے کھل گئے۔

۴۔ با قاعدہ ریاست کا قیام عمل میں آ گیا۔ جو سیاسی اور مادی غلبے کا ذریعہ بنی۔

۵۔ اسلام نے اجتماعی زندگی کے لیے جو اصول دیئے تھے، ان پر عمل کا موقع میسر آ گیا۔ اہل ایمان کا ایک مستقل تہذیبی، تمدنی، معاشرتی اور اقتصادی ڈھانچہ وجود میں آ گیا۔

۶۔ اسلام نے امن، جنگ اور صلح کے لیے جو اصول وضع کیے تھے، ان کو بروئے کار لانے کا موقع ملا۔

۷۔ اہل ایمان کے درمیان بلا تفریق رنگ و نسل، بھائی چارہ قائم ہو گیا۔ جس نے سارے نسلی، خاندانی اور لسانی اختلاف مٹا دیئے۔

۸۔ مکہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تیرہ سالہ جدوجہد کے نتیجے میں جو لوگ ایمان لائے، مؤمن و مسلم کہلائے، ان کی تعداد تین فیگر میں تھی۔ مگر ہجرت کے بعد قبیلے کے قبیلے، اسلام میں داخل ہوئے۔ قرآن نے خود گواہی دی: ''یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجاً''

☆......☆......☆

الغازی مشینری سٹور

ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپیئر پارٹس
تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں

بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان 064-2462501

HARIS 1

ڈاؤلینس ریفریجریٹر
اے سی سپلٹ یونٹ
کے بااختیار ڈیلر

حارث ون

Dawlance

061 -4573511
0333-6126856
نزد الفلاح بینک، حسین آگاہی روڈ، ملتان